روزہ کے اہم مسائل

از

فتاویٰ رضویہ شریف (جلد ۱۰)

مرتب

مفتی محمد کاشف الانصاری الرضوی

احیاء معہد العلوم الاسلامیہ، جامعہ حسنین

بنگلور، ہند

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

- کسی نے حرام کھانا کھا کر روزہ رکھا اور حرام چیز سے افطار کیا فرضِ صوم اُس پر سے ساقط ہو گیا البتہ حرام کھانے کا گناہ جُدا رہا۔
- اگر روزے کی وجہ سے کوئی شخص اتنا کمزور ہو جاتا ہے کہ نماز میں قیام کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کے لئے رمضان کا روزہ چھوڑنا جائز نہیں بلکہ وہ روزہ رکھے اور نماز بیٹھ کر ادا کرے۔
- روزہ رمضان فرضِ عین ف اور تراویح میں قرآن ختم کرنا نہ فرض نہ سنّتِ عین۔
- اگر بسببِ کثرت تلاوت دَور کی وجہ سے جو حفّاظ کے لیے جا گزیر ہوتا ہے ایسا ضُعف لاحق ہونے کا خطرہ ہے تو یہ بوجھ اپنے اوپر نہ لے بلکہ کسی دوسرے حافظ کی اقتداء کرے، تراویح ادا کرے اور روزہ رکھے، فرض کو بجالائے، اور سنّت بھی حاصل کرے، اور اگر اس قدر کی بھی طاقت نہیں تو تمام قرآن تراویح میں نہ پڑھے اور نہ سُنے، جس طریقہ سے بیس تراویح ادا کرنے پر قادر ہے ادا کرے، روزہ اگر نہ تکھا تو نارِ جہنّم اور عذاب الیم کا مستحق ٹھہرے گا،
- علماء نے مطلّقاً فرمایا ہے کہ جو بھی عمل روزہ رکھنے سے کمزور کرے یا مانع ہو وہ جائز نہیں، در مختار میں ہے کہ ہر وُہ عمل جو انسان کو کمزور کردے وُہ جائز نہیں ہوتا۔

علماء نے قوم میں سُستی و کاہلی پیدا ہو جانے کی وجہ سے ختمِ قرآن کو ترک کر دینے کی بھی گنجائش یہ کہتے ہوئے روا رکھی ہے کہ جو شخص اپنے زمانے کے حالات سے آگاہ نہیں وُہ جاہل ہے جیسا کہ درمختار میں زاہدی سے اور وہاں وبری اور کرمانی کے حوالے سے ہے اور اسی میں الاختیار سے ہے کہ ہمارے زمانے میں اتنی مقدار افضل ہے جو بوجھ نہ بنے، اور کہا کہ اسے ہی مصنّف الغزی وغیرہ نے ثابت رکھا ہے، المجتبیٰ میں امام صاحب سے منقول ہے کہ اگر کسی نے فرائض میں تین آیات چھوٹی یا بڑی پڑھیں تو اس نے بہت اچھا کیا اور وہ گنہگار نہیں۔ زاہدی کہتے ہیں کہ پھر تراویح کے معاملہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

- ایک دن امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی جماعت میں نہ دیکھا آپ نے ان کی والدہ سے وجہ پوچھی تو انھوں نے عرض کیا وہ تمام رات نماز پڑھتے رہے صبح کے وقت انھیں نیند آگئی جس کی وجہ سے وُہ جماعت میں شریک نہ ہوسکے، امیر المومنین نے فرمایا: میرے نزدیک صبح کی نماز میں شریک ہونا تمام رات کی عبادت سے کہیں افضل ہے۔
- رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اسلام کے رسے اور دین کے ستون تین ہیں جن پر اسلام کی بنیادیں ہیں جس نے بھی ان میں سے کسی ایک کو ترک کِیا وُہ کافر ہے اور اس کا خون مباح ہے، پہلی لا الٰہ الّااللہ کی شہادت، دوسری نمازِ فرض، تیسری رمضان کا روزہ۔ دوسری روایت میں ہے کہ جس نے ان میں سے کسی ایک کو چھوڑا

وُہ اللہ کا منکر ہے،اس کا کوئی نفل و فرض قبول نہیں ، اس کا خون ومال مباح ہے۔

- حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''مومن کو چاہئے کہ وُہ پہلے فرائض بجالائے'' مسلمانوں کو چاہئے کہ وُہ پہلے ان عبادات کو بجالائے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض وواجب کی ہیں جن کے ترک سے وہ گنہگار اور قابلِ گرفت بن جاتے ہیں "جب ان فرائض سے فراعنت ہو جائے تو پھر سُنن میں مشغول ہو" جب مسلمان ان فرائض سے فارغ ہو جائے تو پھر ان سُنن میں مشغول ہو جو فرائض کے ہمراہ معین مؤکد ہیں جن کا ترک اساءت اور عتاب کا سبب ہے'' پھر نوافل و فضائل میں مشغول ہو'' پھر ان نفلی عبادات میں مشغول ہو جو ان فرائض و سُنن سے زائد ہیں اور فضیلت رکھتے ہیں، ان کا بجالانا ثواب ، لیکن ان کا ترک گناہ نہیں ''جب تک فرائض سے فراعنت نہ ہو سُنن میں مشغول ہونا بیوقوفی اور رعونت ہے
- جو حافظ تراویح پڑھانے کہ وجہ سے روزہ نہ رکھے ، ایسا شخص باجماعِ علماء فاسق، فاجر مرتکبِ کبیرہ، عذاب الیم اور ذلّت عظیم کا مستحق ہے۔ ایسے شخص کو تراویح نہ پڑھانے دیں۔ایسے شخص سے قرآن پڑھوانا گناہِ عظیم ہے، اور اقتداء کی صورت میں مقتدی گناہ پر اس کی اعانت کرنے والے ہوں گے لہٰذا یہ بھی گنہ گار ہوں گے۔

- نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وُہ اُلٹے لٹکے ہوئے ہیں اور ان کی باچھوں کو چیرا جارہا ہے اور اُن سے خون بہ رہا ہے، آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ فرشتے نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ لوگ رمضان کا روزہ قبل از وقت افطار کر لیتے تھے۔
- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے بغیر رخصت اور مرض کے ایک دن رمضان کا روزہ چھوڑ دیا اب اگر سارازمانہ روزہ رکھتا رہے تو اس کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔
- بچّہ جیسے آٹھویں سال میں قدم رکھے اس کے ولی پر لازم ہے کہ اسے نماز روزے کا حکم دے، اور جب اُسے گیارہواں شروع ہو تو ولی پر واجب ہے کہ صوم و صلوٰۃ پر مارے بشرطیکہ روزے کی طاقت ہو اور روزہ ضرر نہ کرے۔
- ولی نابالغ ہفت سال یا اس سے بڑے کہ اُسی وقت ترکِ صوم کی اجازت دے سکتا ہے جبکہ فی نفسہٖ روزہ اُسے ضرر پہنچائے ورنہ بلا عذر شرعی اگر روزہ چُھڑائے گا یا چھوڑنے پر سکوت کرے گا گنہ گار ہوگا۔
- ولی پر لازم ہے کہ وُہ بچّے کو تمام اوامر کو بجالانے اور تمام منہیات سے باز رہنے کا کہے۔
- جو اپنے گھر سے تین منزل کامل یا زیادہ کی راہ کا ارادہ کرکے چلے خواہ کسی نیت اچھی یا بُری سے جانا ہو، وُہ

- جب تک مکان کو پلٹ کر نہ آئے یا بیچ میں کہیں ٹھہرنے کی جگہ پندرہ دن قیام کی نیت نہ کرلے مسافر ہے، ایسے شخص کو جس دن کی صبح صادق مسافرت کے حال میں آئے اُس دن کا روزہ ناغہ کرنا اور پھر کبھی اس کی قضا رکھ لینا جائز ہے، پھر اگر روزہ اسے نقصان نہ کرے نہ اُس کے رفیق کو اُس کے روزہ سے ایذا ہو جب تو روزہ رکھنا ہی بہتر ہے ورنہ قضا کرنا بہتر ہے،۔
- اگر شعبان ۲۹ کی شام کو مطلع صاف ہو اور چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ کو قاضی مفتی کوئی بھی روزہ نہ رکھے اور اگر مطلع پر ابر وغبار ہو تو مفتی کو چاہئے کہ عوام کو ضحوہ کبرٰی یعنی نصف النہار شرعی تک انتظار کا حکم دے کہ جب تک کچھ نہ کھائیں پئیں، نہ روزے کی نیّت کریں، بلا نیّتِ روزہ مثل روزہ رہیں، اس بیچ میں اگر ثبوت شرعی سے رویت ثابت ہو جائے تو سب روزے کی نیت کرلیں روزہ رمضان ہو جائے گا، اور اگر یہ وقت گزر جائے کہیں سے ثبوت نہ آئے تو مفتی عوام کو حکم دے کہ کھائیں پئیں، ہاں جو شخص کسی خاص دن کے روزے کا عادی ہو، اور اگر اس تاریخ وُہ دن آکر پڑے مثلاً ایک شخص ہر پیر کو روزہ رکھتا ہے اور یہ دن پیر کا ہو تو وُہ اپنے اسی نفلی روزے کی نیت کرسکتا ہے۔
- شک کی وجہ سے رمضان کے روزے کی نیت کرے گا یا یہ کہ چاند ہو گیا تو آج رمضان کا روزہ رکھتا ہوں ورنہ نفل، تو گنہ گار ہو گا۔
- ان پانچ روزوں میں جو روزہ رکھنا منع ہے، اس لئے کہ یہ دن اللہ عزوجل کی طرف سے بندوں کی دعوت کے ہیں۔

- رمضان المبارک میں ہر عمل نیک کا ثواب باقی مہینوں کے عمل سے اکثر و اوفر ہے، رمضان کا نفل اور مہینوں کے فرض اور اس کا فرض اور مہینوں کے ستّر فرض کے برابر ہے۔اور اللہ عزوجل کا فضل اوسع واکبر ہے۔
- سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شہر مبارک کی نسبت فرمایا: جس نے رمضان میں کوئی نفلی نیکی کاکام کیااسے اس شخص جیسا ثواب ملے گا جس نے رمضان کے علاوہ میں فرض ادا کیا، اور جس نے اس میں فرض ادا کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے رمضان کے علاوہ میں ستّر فرض ادا کئے، الحدیث اسے ابن خزیمہ اور بیہقی نے روایت کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: صوموالرؤیتہ وافطر والرؤیتہ فان غم علیکم فاکملواعدۃ شعبان ثلثین۔ا؎ چاند دیکھنے پر روزہ رکھو اور چاند دیکھنے پر عید کرو، اگر موسم ابر آلود ہو توتم پر تیس ۳۰ دنوں کا پورا کرنا ضروری ہے
- بے تحقیقِ غروب افطار کرلیا پھر ثابت ہُوا کہ آفتاب باقی تھا یا کچھ نہ کُھلا، دونوں حالت میں قضا ہے۔
- امورِ شرعیہ میں تار کی خبر محض نامعتبر، اور یہ طریقہ کہ تحقیق ہلال کیلئے تراشا گیا باطل و بے اثر، مسلمانوں کو ایسے علان پر عمل حرام،اور جو اس کی بنا پر مرتکب اعلان ہو سب سے زیادہ مبتلائے آثام۔ اس طریقے میں جو غلطیاں اور احکامِ شرع سے سخت بیگانگیاں ہیں

- شرع مطہر نے صوم و افطار کورؤیت پر معلق فرمایا۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھنے پر روزہ رکھو اور چاند دیکھنے پر عید کرو۔اسے بخاری و مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث مشہور ہے۔
- خط پر اعتماد نہیں، نہ اس پر عمل نہ اس کے ذریعہ سے یقین حاصل ہو، نہ اس کی بنا پر حکم و گواہی حلال کہ خط خط کے مشابہ ہوتا ہے اور مُہر مُہر کے مانند ہو سکتی ہے، اور صاف ارشاد فرماتے ہیں کہ خط کا صرف اپنی ذات میں قابلِ تزویر ہونا ہی اس کی بے اعتباری کو کافی ہے اگرچہ یہ خاص خط واقع میں ٹھیک ہو۔
- آڑ سے جو آواز مسموع ہو اُس پر احکامِ شرعیہ کی بناء نہیں ہو سکتی کہ آواز آواز سے مشابہ ہوتی ہے۔ تبیین الحقائق امام زیلعی پھر فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے: لو سمع من وراء الحجاب لایسعہ ان یشھد لا حتمال ان یکون غیرہ اذ النغمۃ تشبہ النغمۃ۔اگر کسی نے پردہ کے پیچھے سے سُنا تو اس کو گواہی دینا جائز نہیں کیونکہ وہ کوئی دوسرا ہو سکتا ہے کیونکہ آواز ایک دوسرے کے مشابہ ہو سکتی ہے۔
- دیہاتوں میں نمازِ عید مکروہِ تحریمی ہے کیونکہ یہ ایسی چیز میں مشغول ہونا ہے جو درست نہیں۔
- ثبوتِ ہلال کے لیے ضرور ہے کہ یا تو رؤیت پر عینی شہادت ہو یا عینی شاہدوں نے جن شاہدوں کو حسب شرائطِ شرعیہ اپنی شہادت کا حامل کیا ہو اُن کی شہادت شہادت پر ہو یا حاکم شرعی کے حکم شرعی پر شہادت .بروجہ

شرعی ہو یا شرائط معتبرہ فقہیہ کے ساتھ کتاب القاضی الی القاضی ہو یا جس شہر میں قاضیِ شرع ہو اور اس کے حکم سے وہاں روزہ عید ہُوا کرتے ہیں وہاں سے لوگ گروہ کے گروہ آئیں اور بالاتفاق اُس حاکمِ شرع کا حکم بیان کریں، اور ان میں سے کُچھ نہ ہو تو اخیر درجہ تیس ۳۰ کی گنتی پُوری کرنا ہے یعنی جب اگلے مہینہ کی رؤیت ہولی یا کافی ثبوتِ شرعی سے ثابت ہُوئی اور اس مہینے ۲۹ کو رؤیت نہ ہُوئی تو تیس دن پُورے ہو کر ہلال خواہی نخواہی ہوگا کہ شرعی مہینہ تیس ۳۰ سے زائد نہیں ہو سکتا۔

- اخباروں کا صرف تاریخ لکھنا تو کوئی چیز نہیں،اخباروں میں اگر رؤیت کی خبر چھپے تو وہ بھی محض نا معتبر ہے کہ نہ شہادت علی الرؤیۃ ہے، نہ شہادت علی الشہادت ، نہ شہادت علی الحکم ، پھر اخبار نہیں مگر ایک خط اور اُوپر گزرا کہ ان امور میں خط اصلاً معتبر نہیں ، خصوصاً اخباری دُنیا کہ بے سر وپا اُڑانے میں ضرب المثل ہے۔
- جب تک رؤیت نہ ہو یا ثبوت صحیح شرعی سے ثابت نہ ہو ہر مہینہ تیس کا لیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلاثین۔ چاند تم پر پوشیدہ رہے تو تیس ۳۰ کی گنتی پُوری کرو۔ یہ قاعدہ کہ ایک مہینہ ۳۰ اور ایک ۲۹ کا محض باطل ہے جس کے بطلان پر مشاہدہ شاہد عادل ہے کئی کئی مہینے متواتر ۳۰ کے ہو جاتے ہیں کئی کئی ۲۹ کے۔
- امام اعظم کے صحیح معتمد مذہب کے مطابق ہر حال میں دن کو چاند دیکھنے کا کوئی اعتبار نہیں، مگر امام ثانی (ابویوسف) کے قول پر ہے کہ اگر زوال سے

پہلے دیکھا تو یہ گزشتہ رات کا ہوگا تو اب افطار کا یہ معنیٰ نہیں کہ یہ دن کے روزے کا افطار ہے بلکہ اس سے امام ثانی کے نزدیک ثبوت عید ہو رہا ہے کیونکہ گزشتہ رات کا چاند ہے تو عید کی وجہ سے افطار ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان مبارک ''چاند دیکھنے پر روزہ رکھو اور چاند دیکھنے پر عید کرو'' کا معنی یہ نہیں کہ جب دیکھو تو افطار کرو ورنہ یہ لازم آئے گا کہ مغرب کے بعد محض چاند دیکھنے سے اُسی وقت روزہ لازم ہو جائے اور یہ نہایت ہی واضح ہے۔

- درمختار میں ہے: یلزم اھل المشرق برؤیتہ اھل المغرب اذا ثبت عندھم رؤیۃ اولئک بطریق موجب کمامر۔ اہلِ مشرق پر اہل مغرب کی رؤیت کی بنا پر روزہ یا افطار لازم ہوگا بشرطیکہ ان کے ہاں وہ رؤیت بطریق موجب ثابت ہو۔ جیسا کہ گزرا۔
- مذہب حنفی مین اختلاف مطالع کا اصلا اعتبار نہیں یہی ظاہر الروایۃ ہے اور اسی پر فتوی ہے، اور علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ جو ظاہر الروایۃ سے خارج ہے وہ اصلاً مذہب ائمہ حنفیہ نہیں خصوصاً جب وہی مذیل بفتوای ہو کہ اب تو کسی طرح اس سے عدول روا نہیں۔
- جب زمانہ ایسے سلطان سے خالی ہو جو معاملاتِ شرعیہ میں کفایت کرسکے تو شرعی سب کام علماء کو سپرد ہونگے اور مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ اپنے ہر معاملہ شرعیہ میں اُن کی طرف رجوع کریں وُہ علماء ہی قاضی و حاکم سمجھے جائیں گے، پھر اگر سب مسلمانوں کا ایک عالم پر اتفاق مشکل ہو تو ہر ضلع کے لوگ اپنے علماء کا اتباع کریں گے، اگر ضلع میں عالم کثیر ہوں تو جو سب میں

زیادہ احکامِ شریعت کا علم رکھتا ہے اُس کی پیروی ہوگی، اور اگر علم میں برابر ہوں توان میں قرعہ ڈالیں۔

- اگر تیس۳۰ روزوں کے بعد مطلع صاف ہُوااور عید کا چاند نظر نہ آئے اور رمضان کا چاند شاہد واحد کے قول پر مانا تھا تو راجح یہ ہے کہ عید نہ کریں گے اوراگر دو۲ عادلوں کی گواہی سے روزے رکھے تھے تو قول ارجح پر ۳۰ کے بعد عید کرلیں گے اگر مطلع صاف ہواور ہلال نظر نہ آئے۔
- صحیح یہ ہے کہ مسلمان اگرچہ فاسق ہو (یعنی محلوق اللحیہ ہو یا قصر اللحیہ، ہو یا ستر کشادہ رکھتا ہو یا کسی کی عورت بلا حجاب پیش اجانب جاتی ہو یا کوئی سُود لیتا ہو یا کوئی کذب وغیبت میں مبتلا رہتا ہو یا کوئی اور منہیات میں مبتلاء ہو) اہلِ شہادت ہے مگر اس کی شہادت قبول کرنی ناجائز ہے ماسوااُس حالت کے کہ اُس کے بارے میں کہ حاکم کو تمرّی صدق ہو کہ یہ بھی تبین میں داخل ہے۔ کما قال تعالیٰ یا یھاالذین اٰمنواان جاءکم فاسق بنبافتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالۃ فتصبحوا علی مافعلتم ندمین۔ا؎ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمھارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذانہ دے بیٹھو، پھر اپنے کئے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔ (ت) (ا؎ القرآن ۴۹/ ۶) جب مفتی اہلِ فتوٰی کو ان کے بارے میں تمرّی صدق ہو تو اُس کا حکم حجتِ شرعیہ ہے، رمضان و فطر واجب ہو جائیں گے اور اسکے حکم کے بعد عوام میں کسی کو خلاف کی گنجائش نہ ہوگی۔

سحر وافطار کا بیان

- نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعجیلِ افطار و تاخیرِ سحور کا حکم فرمایا اور ارشاد ہوا: ''میری اُمت ہمیشہ خیر سے رہے گی جب تک افطار میں جلدی اور سحری میں دیر کرے گی۔ عادتِ مستمرہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہی تاخیر تھی۔
- مگر تعجیلِ افطار کے معنی یہ ہیں کہ جب غروبِ آفتاب پر یقین ہو جائے فوراً افطار کرلے وہم ووسوسہ کو دخل نہ دے نہ بلاوجہ رافضیوں کی طرح شب کا ایک حصہ داخل ہونے کا انتظار کرے، ایسی جلدی کہ ہنوز غروب میں شک ہو حرام ومفسدِ صوم۔ اور تاخیر سحری کے معنی یہ ہیں کہ اُس وقت تک کھائے جب تک طلوعِ فجر کا ظن غالب نہ ہو بخلاف افطار کے کہ وہاں بحالتِ شک روزہ جاتا رہتا ہے۔
- حافظ کہ ایک بار ختم کر چکا اب دوسری تاریخوں میں دوسری جگہ سنانا چاہتا ہے جہاں ابھی لوگوں نے قرآن عظیم نہیں سُنا ہے تومذہب صحیح ومعتمد پر اس کے عدمِ جواز کی اصلاً کوئی وجہ نہیں نہ اس قرآن سُننے کا ثواب نہ ہونے کے کوئی معنی، ظاہر ہے کہ ان راتوں میں وہ بھی تراویح ہی پڑھے گا نہ کہ نفل محض، تو ضرور تراویح کا امام ہو سکتا ہے اور جب امامِ تراویح ہوسکے گا تو دوبارہ قرآن عظیم پڑھنے سے کیونکر ممنوع ہو سکتا ہے، اور جب اس سے ممنوع نہیں تو بلاشبہ جو کچھ قرآن عظیم اُس میں پڑھے گا وُہ تراویح صحیحہ مسنونہ ہی میں ہوگا، پھر ثواب نہ ملنا چہ معنٰی۔

- جس نے بعذر شرعی روزہ نہ رکھا اسے دقت نہ ہو تو حرمت ماہ مبارک کے لحاظ سے حتی الوسع چھپا کر کھانا پینا چاہئے مگر کسی روزہ دار کے سامنے کچھ نہ کھانے کا مطلّقاً وجوب محتاج دلیل ہے۔
- کفارہ صرف ادا روزہ رمضان کے توڑنے میں ہے، جبکہ یہ نہ صاحبِ عذر تھا نہ اُس دن میں کوئی آسمانی عذر مثل حیض یا مرض پیدا ہو جائے، نہ ہی توڑنا کسی کے جبر واکراہ سے ہو اور روزے کی نیت رات سے کی ہو۔
- کفارے میں شرعاً ترتیب ہے سب میں پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے، اس کی طاقت نہ ہو تو دو ۲ مہینے کے لگاتار روزے، یہ بھی نہ ہو سکے تو اخیر درجہ ساٹھ مسکین۔
- مقتدیوں کا یقین ہے کہ بیس ہو گئی اور امام کو شک تھا یا اٹھارہ کا یقین ہی ہے تو مقتدی اصلاً دو ۲ رکعت نہ پڑھیں گے، نہ جماعت سے نہ تنہا۔
- اگر مقتدیوں کو ۱۸ کا یقین ہے اور امام کو بیس ۲۰ کا شک ہو تو خود امام بھی دو اور پڑھے گا۔
- ایک امام جو دو مساجد میں مکمل طور پر نمازِ تراویح پڑھائے تو یہ جائز نہیں ہے۔
- سحری کا نقارہ اجازت یا ممانعت جس اصطلاح معروف پر مقرر کیا جائے اجازت ہے کہ کہیں ممانعت نہیں۔
- خرمائے تر، اور نہ ہو تو خشک، اور نہ ہو تو پانی سے روزہ افطار کرنا مسنون ہے۔

- ایسا حقّہ پینا (کہ جس سے لوگ بیہوش ہوتے ہیں کچھ خبر نہیں رہتی، ہاتھ پیروں میں رعشہ ہو جاتا ہے) کبھی ہو، حرام ہے، اور یہ حالتِ سُکر نہیں بلکہ تفتیر ہے، اور سُکر و تفتیر دونوں حرام۔
- دُعا اللھم لک صمت وعلیٰ رزقک افطرت روزہ افطار کرکے پڑھے۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ کریمہ تھی کہ قریب کسی کو حکم فرماتے کہ بلندی پر جا کر آفتاب کو دیکھتا رہے، وہ نظر کرتا ہوتا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی خبر کے منتظر ہوتے، اُدھر اُس نے عرض کی کہ سُورج ڈوبا ادھر حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خُرما وغیرہ تناول فرمایا۔

صَومِ نفل اور اعتکاف

- صوم وغیرہ اعمالِ صالحہ کے لیے بعد رمضان مبارک سب دنوں سے افضل عشر ذاالحجہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: دس۱۰ دنوں سے زیادہ کسی دن کا عمل صالح اللہ عزوجل کو محبوب نہیں، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ اور نہ راہ خدا میں جہاد؟ فرمایا: اور نہ راہِ خدا میں جہاد مگر وُہ کہ اپنی جان ومال لے کر نکلے پھر ان میں سے کچھ واپس نہ لائے۔
- روزِ عرفہ کہ افضل ایّام سال ہے، اس کا روزہ صحیح حدیث سے ہزاروں روزوں کے برابر ہے اور دو۲ سال کامل کے گناہوں کی معافی، ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ۔
- پھر سب دنوں سے افضل روزہ عاشورہ یعنی دہم محرم کا روزہ ہے اس میں ایک سال گزشتہ کے گناہوں کی مغفرت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے عرفہ کا روزہ رکھا اس کے پہلے اور آئندہ کے سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جس نے عاشوراء کا روزہ رکھا اس کے ایک سال کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔
- رمضان کے بعد سب سے افضل شعبان کے روزے ہیں تعظیم رمضان کے لیے۔
- ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: جو ۲۷ رجب کا روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے پانچ برس کے روزوں کا ثواب لکھے

- روزہ جمعہ یعنی جب اس کے ساتھ پنجشنبہ یا شنبہ بھی شامل ہو مروی ہوا کہ دس ہزار برس کے روزوں کے برابر ہے۔
- روزہ خاص اللہ عزّوجل کے لیے ہے، اگر اللہ کا روزہ رکھیں اور اس کا ثواب مولا علی کی نذر کریں تو حرج نہیں مگر اس میں عورتیں یہ کرتی ہیں کہ روزہ آدھی رات تک رکھتی ہیں، شام افطار نہیں کرتیں، آدھی رات کے بعد گھر کے کواڑ کھول کر کچھ دُعا مانگتی ہیں اُس وقت روزہ افطار کرتی ہیں، یہ شیطانی رسم ہے۔
- اعتکاف عشرہ اخیرہ کی سنتِ مؤکدہ علیٰ وجہ الکفایہ ہے، جس پر حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مواظبت ومداومت فرمائی پورے عشرہ اخیرہ کا اعتکاف ہے، ایک روز بھی کم ہو تو سنّت ادا نہ ہو گی۔
- اعتکافِ نفل کے لیے کوئی حد مقرر نہیں، ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے، اگرچہ بے روزہ ہو۔ ولہٰذا چاہیے کہ جب نماز کو مسجد میں آئے نیتِ اعتکاف کرلے کہ یہ دوسری عبادت مفت حاصل ہو جائے گی۔
- اعتکاف واجب، سنتِ مؤکدہ اور مستحب پر منقسم ہے، واجب جس کی نذر مانی گئی ہو خواہ فی الفور یا معلق ہو، اور سنّتِ مؤکدہ وہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف ہے، اور مستحب جوان مذکورہ دونوں صورتوں کے علاوہ ہے۔

والله اعلم بالصواب